ابن عباس فی قولہ تعالیٰ (ولا تجھر بصلوتک ولا تخافت بھا) قال کانوا یجھرون بالدعاء: اللھم ارحمنی فلما نزلت ھذہ الاٰیۃ، امروا ان یخافتوا ولا یجھروا (مسند احمد بن منیع، المطالب العالیۃ بزوائد المسانید الثمانیۃ بحوالہ احمد بن منیع ص ۳۲۹)

امام بوصیری فرماتے ہیں اس کی سند حسن ہے۔ رواہ ابن باسناد حسن (المطالب ص ۳۲۹/۳)

س محمد سعید صاحب پوچھتے ہیں۔

۱۔ نماز عید کا مسنون وقت کونسا ہے؟

۲۔ نماز عید کی زائد تکبیریں لگاتار کہنا چاہئیں یا وقفہ کے ساتھ؟

۳۔ آتی اور جاتی دفعہ تکبیریں کیسی پڑھنی چاہئیں۔

۴۔ تراویح کے درمیان لوگ جو کچھ بیٹھ کر پڑھتے ہیں کیا اس کا کوئی ثبوت ہے؟ مختصراً

الجواب

وقت عید۔ نماز عید کا وقت ویسے تو زوال تک ہے لیکن مسنون وقت یہ ہے کہ: کراہت کا وقت جاتا رہے۔ تقریباً ایک یا دو نیزے سورج چڑھ آئے۔

خرج عبد اللہ بن بسر صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع الناس فی یوم عید فطر او اضحی فانکر ابطاء الامام فقال انا کنا قد فرغنا ھذہ وذلک حین التسبیح (ابوداؤد باب وقت الخروج الی العید)

حضرت عبد اللہ بن بسر لوگوں کے ساتھ نماز عید (فطر یا اضحی) پڑھنے کو نکلے تو (دیکھا کہ) امام نے دیر کر دی ہے۔ انھوں نے اس کو برا منایا اور فرمایا: ہم تو اس ٹائم پر فارغ ہو جاتے تھے۔ یعنی نماز ضحیٰ کے وقت۔

امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ: یعنی جب وقت کراہت جاتا رہے:

ای وقت صلوۃ الصبحۃ وھی النافلۃ اذا مضی وقت الکراھۃ۔

(عون المعبود ص ۴۲۱/۱)

صحابہؓ اور تابعین کے آثار سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ وہ عموماً صبح کی نماز سے پہلے کپڑے بدل کر آتے نماز پڑھ کر سیدھے عیدگاہ چلے جاتے۔ یہ صرف اس لیے کہ عید جلدی پڑھی جاتی ہوگی۔

عن نافع قال کان ابن عمر یصلی الصبح فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم یغدو کما ھو الی المصلی (ابن ابی شیبۃ ص ۱۶۳/۲)

یہی حال سید التابعین حضرت سعید بن المسیب کا تھا۔

عن عبد الرحمٰن بن حرملة انه کان ینصرف مع سعید بن المسیب من الصبح حین یسلم الامام فی یوم عید حتی یاتی المصلی (ایضا)

حضرت ابراہیم نخعی صحابہ کا یہی تعامل بتلاتے ہیں۔

قال کانوا یصلون الفجر وعلیهم ثیابهم یعنی یوم العید۔ (ایضا)

حضرت ابو مجلز تو فرمایا کرتے تھے کہ آپ کو عید الفطر میں مسجد سے سیدھے عید گاہ کو جانا چاہیے۔

قال لکن غدوک یوم الفطر من مسجدک الی مصلاک (ایضا)

حضرت ابو عبد الرحمٰن اور حضرت عبد اللہ بن معقل کا بھی یہی دستور تھا۔

عن عطاء بن السائب قال صلیت الفجر فی هذا المسجد فی یوم فطر فاذا ابو عبد الرحمٰن وعبد الله بن معقل فلما قضیا الصلوٰة خرجا وخرجت معهما الجبانة (ابن ابی شیبة)

تکبیروں کے درمیان ایکسپریس نہیں چلنا چاہیے، ٹھہر ٹھہر کر اور باوقار طریقے سے کہنی چاہئیں! کیونکہ عام عبادات اور نوافل میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تعامل کچھ ایسا ہی ہے کہ درمیان میں "وقفہ" ضرور ہوتا ہے۔ لیکن دیکھا گیا ہے کہ: وہ "وقفہ" خاموشی کا وقفہ نہیں ہوتا بلکہ ان کے درمیان کچھ نہ کچھ ضرور پڑھا جاتا تھا۔ جیسے دو سجدوں کے درمیان۔ تکبیروں کا حال ہے ویسے یہاں چاہیے!

حضرت عطاء بن ابی رباح فرماتے ہیں کہ امام کو چاہیے کہ تکبیروں کے مابین ٹھہرے، دعا مانگے اور ذکر کیا کرے۔

ثم یکبر الثانیة ثم یمکث کذلک ساعة یدعو فی نفسه ویکبر ثم کذلک بین کل تکبیرتین ساعة یدعوا ویذکر فی نفسه (عبد الرزاق ص ۲۹۶ ج ۳)

حضرت ابن مسعودؓ کا ارشاد ہے کہ ہر دو تکبیر کے درمیان ایک کلمہ کا وقفہ ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس کی سند قوی ہے اور حذیفہ و ابو موسیٰ سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔

قلت رواه الطبرانی والبیهقی موقوفا وسنده قوی وفیه عن حذیفة وابی موسیٰ مثله (التلخیص الحبیر ص ۱۳۵)

"قدر کلمہ" سے مراد ایک آیت ہے۔ ویقف بین کل تکبیرتین بقدر قراءة آیة لا طویلة ولا قصیرة هذا لفظ الشافعی وقد روی مثل ذلک عن ابن مسعود قولا وفعلا (تلخیص ص ۱۳۵)

ان بین کل تکبیرتین قدر کلمة (ایضا ص ۲۹۷ ج ۳ وفیه عبد الکریم وهو ضعیف)

امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ اور امام اوزاعیؒ کا نظریہ ہے کہ بغیر وقفہ کے کہی جائیں۔ ان کا ارشاد ہے کہ اگر درمیان میں کچھ اور پڑھنا مشروع ہوتا تو منقول ہوتا۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں، وقفہ ہو اور درمیان میں تہلیل، تمجید اور تکبیریں کہی جائیں۔

وقد وقع الخلاف هل المشروع الموالاة بين تكبيرات العيد او الفصل بينها بشيء من التحميد والتسبيح ونحو ذلك فذهب مالك وابوحنيفة والاوزاعي الى انه يوالي بينها كالتسبيح في الركوع والسجود قالوا لانه لو كان بينها ذكر مشروع لنقل كما نقل التكبير وقال الشافعي انه يقف بين كل تكبيرتين يهلل ويمجد ويكبر (نيل الاوطار ص۲۵۴) حنابلہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

ہاں اس میں اختلاف ہے کہ اس وقفہ میں کیا پڑھا جائے۔

اکثر شوافع یہ پڑھتے ہیں: سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر۔

بعض شوافع یہ کہتے ہیں: لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير۔

ہادی و بعض شافعی کا یہ نظریہ ہے: الله اكبر كبيرا والحمد لله كثيرا وسبحان الله بكرة واصيلا (نيل ص۲۵۴/۳)

حنابلہ یہ کہتے ہیں: الله اكبر كبيرا والحمد لله كثيرا وسبحان الله بكرة واصيلا وصلى الله على محمد النبي وسلم تسليما كثيرا (القول السديد ص۳۵ بحواله كشاف القناع لابن ادريس) ويحمد الله ويصلي على النبي صلى الله عليه وسلم بين كل تكبيرتين (عمدة الفقه لابن قدامة ص۱۹)

ہمارے نزدیک اس میں توسع ہے ہاں اگر ان اذکار اور ادعیہ پر اکتفا کیا جائے جو بین السجدتین پڑھے جاتے ہیں، وہ زیادہ بہتر ہے کیونکہ وہ حضورؐ سے مروی ہیں۔ ہاں یہ واجب نہیں ہے: قال في شرح المنتقى: والظاهر عدم وجوب التكبير كما ذهب اليه الجمهور لعدم وجدان دليل يدل عليه (ص۲۵۵/۳)

آتی جاتی دفعہ تکبیریں۔ اس کے لیے مختلف تکبیریں مروی ہیں، مثلاً

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ یہ تکبیریں کہا کرتے تھے۔

الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله والله اكبر الله اكبر ولله الحمد (ابن ابي شيبة ص۱۶۷/۲)

اور یہی حضرت علیؓ کہا کرتے تھے۔ (ایضاً ص۱۶۶)

۲۔ امام نخعی صحابہ اور تابعین کا بھی یہی دستور بتاتے ہیں۔ (ایضاً ص۱۶۶)

۳۔ حضرت ابن عباسؓ سے یہ منقول ہے۔

اللہ اکبر کبیرا اللہ اکبر کبیرا اللہ اکبر و اجل اللہ اکبر و للہ الحمد (ایضاً ص۱۶۷-۱۶۸)

ایام تشریق کی تکبیریں بھی کچھ اسی قسم کی ہیں، اس کے علاوہ حضرت سلمان فارسیؓ یہ پڑھنے کو فرماتے تھے، اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر کبیرا (الروضۃ الندیہ بحوالہ عبد الرزاق)

تراویح کے مابین۔ عموماً جو کچھ پڑھا جا رہا ہے، ثابت نہیں ہے۔ ہاں امام احمدؒ نے جو استنباط کیا ہے۔ وہ اقرب الی صواب معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ بدائع الفوائد

اس سے بھی اقرب تر ہمیں یہ کلمات محسوس ہوتے ہیں: اللہ اکبر اللہ اکبر ذو الملکوت والجبروت والکبریا والعظمۃ۔

عن حذیفۃ قال قام بنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذات لیلۃ من رمضان فی حجرۃ من جرید النخل ثم صب علیہ دلوا من ماء ثم قال:

اللہ اکبر اللہ اکبر ذو الملکوت والجبروت والکبریاء والعظمۃ (رواہ ابن ابی شیبۃ ص۲۹۵ وفیہ طلحۃ بن یزید عن حذیفۃ) واللہ اعلم۔

شرح السنہ للامام البغوی

تفسیر الخازن مع البغوی، الخازن مع النسفی، ابن کثیر، جامع البیان، ابن عباس، احکام القرآن، تفسیر للجصاص، البرہان فی علوم القرآن الزرکشی، مناہل العرفان فی علوم القرآن، الاتقان، سیرت حلبیہ، اعلام الموقعین لابن القیم، زاد المعاد، مروج الذہب فی التاریخ، تیسیر الوصول الی جامع الاصول من حدیث الرسول ۴ جلد، المسوی من احادیث الموطا، تثبیت دلائل النبوۃ، تاریخ العرب، الامامۃ والسیاسۃ لابن قتیبہ، الفرقان بین اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان لابن تیمیہ، الطرق الحکمیہ لابن قیم، منہاج السنۃ لابن تیمیہ، الخصائص الکبریٰ والحاوی فتاویٰ السیوطی وغیرہ ——— آپ اپنی کوئی کتاب بھیجنا چاہیں تو ہمیں یاد فرمائیں۔

رحمانیہ دار الکتب، امین پور بازار۔ لائل پور